اَدبی و تہذیبی مطالعے

عمر رضا

اَدبی و تہذیبی مطالعے

عمر رضا

مادر علمی

جواہر لعل نہرو یونیورسٹی

کے نام

فہرست

پیش لفظ	5
'مقدمۂ شعر و شاعری' کی تنقیدی معنویت	8
جدید اردو غزل اور ترقی پسندی	25
ترقی پسند ادبی نظریہ اور سردار جعفری	70
ترقی پسند تحریک اور مخدوم محی الدین	93
عہد حاضر میں منظومات حالی کی سماجی معنویت	103
شبلی کی نظمیہ شاعری	114
سردار جعفری کی شاعری میں احتجاج و مزاحمت	125
مجاز کا شعری رویہ	143
حالی بحیثیت سوانح نگار	152
اردو کے ابتدائی رپورتاژ نگار	169
سردار جعفری کی نثری تحریریں	185
'لکھنؤ کی پانچ راتیں' ایک تہذیبی و ثقافتی مطالعہ	198

'چوتھی کا جوڑا' اور عصمت چغتائی	226
اردو میں لوک ادب	240
اُردو شاعری میں بسنت	252
جدید مثنویوں کی سماجی و ثقافتی اہمیت	265
غالب کی مصلحت پسندی	276
اقبال کا تصورِ وطنیت	304
متحدہ ہندستان کا تصور اور مولانا ابوالکلام آزاد	321

پیش لفظ

ادب کا کام روشن خیالی کو فروغ دینے کے ساتھ ساتھ قارئین کو کسی خاص عہد کی تہذیب و ثقافت سے روبرو کرانا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا میں اب تک جتنے بھی ادبی نظریات وجود میں آئے، ان میں تہذیبی اور ثقافتی حوالوں کی اہمیت کو نظرانداز نہیں کیا جاسکا۔ وقتی طور پر اس سے دوری ضرور اختیار کی گئی، لیکن بہت جلد اس کی اہمیت کو از سر نو تسلیم کیا جانے لگا۔

ادب، تہذیب اور ثقافت کے درمیان موجود اسی گہرے تعلق نے مجھے اکثر تہذیبی و ثقافتی مطالعے کی جانب راغب کیا ہے۔ چنانچہ میں جب بھی کسی ادب پارے کا مطالعہ کرتا ہوں تو اس کے تہذیبی اور ثقافتی عناصر میرے پیش نظر رہتے ہیں۔ اس کا اندازہ زیر نظر کتاب 'ادبی و تہذیبی مطالعے' میں شامل مضامین سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

زیر نظر کتاب میں شامل تمام مضامین پانچ حصوں میں منقسم ہیں اور ہر حصے کے مضامین اس طرح ترتیب دیے گئے ہیں کہ ان کے درمیان ایک خاص نوع کا معنوی اور موضوعاتی ربط قائم ہو جائے۔ مثلاً 'مقدمۂ شعر و شاعری کی تنقیدی معنویت'، 'جدید اردو غزل اور ترقی پسندی'، 'ترقی پسند ادبی نظریہ اور سردار جعفری' اور 'ترقی پسند تحریک اور مخدوم محی الدین' جیسے مضامین کو پہلے حصے میں جگہ دی گئی ہے۔ جبکہ دوسرے حصے میں 'عہد حاضر

ہیں منظومات حالی کی سماجی معنویت'، 'شبلی کی نظمیہ شاعری'، 'سردار جعفری کی شاعری میں احتجاج و مزاحمت' اور 'مجاز کا شعری رویہ' جیسے مضامین کو رکھا گیا ہے اور تیسرے حصے میں 'حالی بحیثیت سوانح نگار'، 'اردو کے ابتدائی رپورتاژ نگار'، 'سردار جعفری کی نثری تحریریں'، 'لکھنؤ کی پانچ راتیں: ایک تہذیبی و ثقافتی مطالعہ' اور 'چوتھی کا جوڑا اور عصمت چغتائی' جیسے مضامین کو یکجا کیا گیا ہے۔

کسی خاص علاقے یا ملک کے سماجی اور تہذیبی حالات و واقعات کو اردو شعر و ادب میں جس طرح پیش کیا گیا ہے، اس سے متعلق مضامین جیسے 'اردو میں لوک ادب'، 'اردو شاعری میں بسنت' اور 'جدید مثنویوں کی سماجی و ثقافتی اہمیت' کو چوتھے حصے میں جگہ دی گئی ہے۔ جبکہ پانچویں حصے میں 'غالب کی مصلحت پسندی'، 'اقبال کا تصور وطنیت' اور 'متحدہ ہندستان کا تصور اور مولانا ابوالکلام آزاد' جیسے مضامین کو رکھا گیا ہے۔

وقتاً فوقتاً لکھے گئے مذکورہ بالا تمام مضامین مختلف سیمناروں اور ادبی محفلوں میں پڑھے جا چکے ہیں۔ ان میں سے بیشتر مضامین ملک کے موقر رسالوں میں شائع بھی ہو چکے ہیں۔ یہ مضامین چونکہ بکھری صورت میں تھے، اسلیے انھیں یکجا کر کے کتابی صورت میں پیش کیا جا رہا ہے تاکہ منتشر خیالات یکجا ہو جائیں اور ادب و تہذیب سے دلچسپی رکھنے والے باذوق

قارئین نہ صرف یہ کہ اِن کا بآسانی مطالعہ کر سکیں بلکہ اِن میں در آئی کمیوں اور کوتاہیوں کی نشاندہی کر کے انھیں مزید وقیع بنانے میں راقم الحروف کی مدد کر سکیں۔

عمر رضا

شعبۂ اردو، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

مارچ 2021

'مقدمۂ شعر و شاعری' کی تنقیدی معنویت

اُنیسویں صدی کے اخیر میں بر صغیر کے اہل علم اور دانش ور طبقوں نے یہاں کے قومی اور معاشرتی مسائل پر نہ صرف یہ کہ غور کرنا شروع کر دیا تھا بلکہ اس کے حل کے لیے اپنے اپنے طور پر مختلف ترکیبیں بھی سوچنے لگے تھے۔ اس زمانے (1874) میں الطاف حسین حالی (1837 تا 1914) لاہور میں اسسٹنٹ ٹرانسلیٹر کی حیثیت سے کام کر رہے تھے۔ چنانچہ انھوں نے بھی اپنے طور پر یہ سوچنا شروع کر دیا تھا کہ باقی دنیا شعر و شاعری سے بڑے بڑے کام لے سکتی ہے تو اردو شاعری کے ذریعے قوم کی اصلاح کیوں نہیں کی جا سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ قدیم اردو شعری روایت جو کنگھی چوٹی، کاکل و رخسار، گل و بلبل، عشق و عاشقی اور لفظی بازی گری تک محدود تھی، اس میں حالی نے اخلاقی، سیاسی، سماجی اور تہذیبی معاملات کو داخل کر کے اردو شاعری میں وسعت پیدا کرنے کا عزم مصمم کیا۔ اس کے لیے انھوں نے ایک تفصیلی 'مقدمہ' قلم بند کیا اور اپنے دیوان کے ساتھ 1893 میں شائع کرایا۔ یہ مقدمہ اس قدر مقبول ہوا کہ بعد میں اسے باقاعدہ علاحدہ کتابی صورت میں بھی شائع کرنا پڑا۔

حالی نے مذکورہ مقدمہ اگرچہ آج کے تناظر میں نہیں لکھا تھا لیکن اس میں شعر و شاعری کے متعلق جو مشورے دیے گئے ہیں، ان سے ہماری موجودہ تنقید مبرا ابھی نہیں ہے۔ انیسویں